سلسلہ معارف حکیم الامت رحمہ اللہ 1

# تقلید کی حقیقت واہمیت اور اسکی ضرورت

از افادات

حکیم الامت حضرت مولانا الشاہ

محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ

اشاعت بدعاء

شیخ طریقت عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم العالیہ

(شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ دار العلوم الاسلامیہ، کامران بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)

خلیفہ مجاز بیعت

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبد الحی صاحب عارفی رحمہ اللہ

عنوانات وحواشی

حضرت مولانا ڈاکٹر خلیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ العالی


ناشر: مکتبہ حکیم الامت

کمرشل ایریا، ناظم آباد ۲، کراچی

Karachi: Cell: 0333-2136180

Lahore : Cell : 0331-4032549

نام وعظ ——— تقلید کی حقیقت واہمیت اور اسکی ضرورت

از افادات ——— حکیم الامت حضرت مولانا الشاہ محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ

باہتمام ——— خواجہ محمد ندیم انور

سن اشاعت ——— صفر المظفر ۱۴۳۸ھ بمطابق نومبر ۲۰۱۶ء

تعداد ——— ۱۱۰۰

کمپوزنگ ——— مشتاق احمد بیروتی

سرورق ——— عبدالبصیر

طابع ——— ادارۂ طباعت


# مکتبہ حکیم الامت

دوکان نمبر ۱، الحمید چیمبر، کمرشل ایریا، ناظم آباد نمبر ۲، کراچی

دوکان نمبر ۷، ھادیہ حلیمہ سینٹر، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور

**Karachi: Cell: 0333-2136180**

**Lahore : Cell : 0331-4032549**

# فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عرضِ ناشر

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ حضرتؒ کے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ انسان کی اصلاحِ نفس اور اعمال واخلاق کی درستگی کے سلسلہ میں اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ ایک موقع پر حضرت مجدد الملتؒ نے ارشاد فرمایا: ''میں نہایت مسرور ہوں کہ حاجی صاحب (امام العرب والعجم شاہ امداد اللہ صاحب قدس سرہ) کے علوم میرے ملفوظات (ومواعظ) کے ذریعہ سے محفوظ اور قلم بند ہوتے جاتے ہیں۔ یہ علوم وہ ہیں جو کتابوں میں نہیں مل سکتے ان کی قدر کچھ دنوں کے بعد ہو گی ان کی نظیر کتبِ تصوف میں کم ملے گی۔ اور یہ ایسے وقت کام دینے والے ہیں جب کہ بہت سے رہبر بھی کام نہ دے سکیں گے۔ یہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت کا اثر ہے کہ لوگ ان کو شوق سے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں کسی کو کوئی نوع ان میں سے پسند ہے اور کسی کو کوئی نوع۔ (افادات عارفیہ، صفحہ نمبر ۴)

ایک دوسرے موقع پر حضرت حکیم الامتؒ کے خلیفہ اجل عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحبؒ فرماتے ہیں: ''میں آپ سے اکثر اس معاملہ میں تاکید کرتا رہتا ہوں کہ آپ سب حضرت حکیم الامتؒ کی چند خاص تصانیف ضرور مطالعہ میں رکھیں مثلاً نشر الطیب فی ذکر الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم، حیوۃ المسلمین، تعلیم الدین، جزاء الاعمال، فروع الایمان، بہشتی زیور، بہشتی گوہر وغیرہ اور کثرت سے حضرتؒ کے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ کریں۔ ان شاء اللہ آپ کو دین کی تمام ضروری باتیں اور ان پر آسان طریقۂ عمل معلوم ہو جائے گا۔ یعنی آپ کو شریعت وسنت وطریقت کا کافی وشافی علم حاصل ہوگا اور اس کے مطابق آپ کی روزمرہ زندگی کے لیے ایک جامع اور نافع ضابطۂ حیات اور دستور العمل میسر ہوگا۔ دین کے ان تینوں شعبوں کے تمام چھوٹے بڑے جزئیات پر حضرتؒ نے بڑے مفصل اور مفید وعظ فرمائے ہیں جن میں اصلاحِ عقائد واعمال واصلاحِ معاملات، اصلاحِ معاشرت واصلاحِ اخلاقیات کی بڑی وضاحت فرمائی ہے۔ (افاداتِ عارفیہ، صفحہ: ۲۳)

لہٰذا ادارے نے حضرت حکیم الامتؒ کے مواعظ کی اس اہمیت کے پیش نظر سلسلہ معارفِ حکیم الامتؒ کے تحت حضرت مرشدی عارف باللہ مولانا شاہ مشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم العالیہ نواسۂ حضرت حکیم الامتؒ کی اجازت ودُعا سے اِس بابرکت سلسلہ کے آغاز کا ارادہ کیا اور اِس سلسلہ کا یہ پہلا وعظ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ناشر اور اُس کے والدین اور مشائخ کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں اور اِدارہ کی ترقی وکامیابی اور دینی خدمات وقبولیت کے لیے بھی دعا فرمائیں! (جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء)

خادم مکتبہ حکیم الامت
خواجہ محمد ندیم انور عفی عنہ
۲۳ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

# وعظ

# ادب الاعلام

## اطلاع دینے کے آداب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے ۲۱ صفر ۱۳۳۵ھ کو دوران سفر ریاست مجھولی ضلع گورکھپور کے قصبہ بڑھل ہاتھی پر جاتے ہوئے راستہ میں گفتگو شروع فرمائی اور ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ بعدازاں ایک مکمل تقریر کی صورت اختیار کرگئی۔

ابتداءً جانوروں کے گلے میں جو گھنٹہ ڈالا جاتا ہے اس کے جواز وعدم جواز پر کلام فرمایا پھر ائمہ مجتہدین کے باہمی اختلاف کی نوعیت کو بیان کرنے کے بعد تقلید کے واجب ہونے کو ثابت کیا۔ اور اپنے کو مجتہدین کی تقلید سے آزاد کرنے کے نقصانات کو وضاحت سے بیان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس وعظ کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

خلیل احمد تھانوی

۸۔ دسمبر ۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## تمہید

تقریر حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کمپ زہر پور ضلع گورکھپور مورخہ ۲۱ صفر ۱۳۳۵ھ روز دوشنبہ شروع سات بج کر ۳۲ منٹ صبح وختم پونے نو بجے درراہ بڑھل گنج (۱) مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۱۶ء کل وقت ایک گھنٹہ ۱۳ منٹ ماہ صفر ۱۳۳۵ھ میں حضرت والا کا سفر بغرض تبدیل آب وہوا اور ملاقات اپنے بھائی صاحب منشی اکبر علی صاحب (مرحوم) منیجر ریاست مجھولی ضلع گورکھپور کے ہوا۔ چونکہ منشی اکبر علی صاحب دورہ پر تھے اور مقام زہر پور میں قیام تھا اس واسطے حضرت والا وہیں تشریف لے گئے وہاں سے ایک قصبہ بڑھل گنج قریب میل ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے، وہاں کے لوگوں کے اشتیاق ظاہر کرنے کی وجہ سے یہ تجویز ہوئی کہ صبح کے وقت ہوا خوری کے لیے (۲) اسی طرف تشریف لے چلیں چنانچہ منیجر صاحب نے ہاتھی کھلوا دیا (۳) اور حضرت والا مع چار خدام کے بڑھل گنج کو روانہ ہوئے ہاتھی پر گھنٹہ بھی تھا راستہ میں اسی پر گفتگو شروع ہوئی اور اس تقریر کو ایسا امتداد (۴) ہوا کہ بڑھل گنج پہنچ کر مسجد میں بھی دیر تک منقطع (۵) نہ ہوئی اور ڈیڑھ گھنٹہ تک سلسلہ جاری رہا چونکہ مضمون نہایت معنی خیز تھا اس واسطے دل چاہا کہ یہ تقریر علیحدہ دیگر مواعظ کی طرح ضبط ہو جائے اور احقر نے حضرت سے عرض کیا کہ اس کا نام بھی علیحدہ تجویز فرما دیا جاوے۔ چنانچہ حضرت نے مجموعہ مضامین پر خیال فرما کر ادب الاعلام تجویز فرما دیا جس کی مناسبت مطالعہ تحریر ہذا سے بخوبی واضح ہو جائے گی، اور بمناسبت بڑھل گنج لقب اس کا کنز نامی (۶) تجویز فرمایا۔

---

(۱) بڑھل گنج کے راستہ میں۔
(۲) صبح کی سیر کرتے وقت۔
(۳) ہاتھی کی سواری تیار کرادی۔
(۴) اتنی لمبی تقریر ہوئی۔
(۵) دیر تک چلتی رہی۔
(۶) بڑھتا خزانہ۔

## گھنٹہ کے جواز کا حکم

فرمایا اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ گھنٹہ جائز ہے [1] یا ناجائز ترجیح اس کو دی ہے کہ جائز ہے احقر نے عرض کیا حدیث میں تو اس کی ممانعت آئی ہے فرمایا اس میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ کسی نے اس کو معلل بعلت [2] سمجھا اور کسی نے غیر معلل، مجوزین نے علت اس کی تفاخر قرار دی ہے جہاں یہ علت نہ ہو وہاں حکم منع بھی نہ رہے گا چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ راستہ والوں کو خبر کرنے کے لیے یا جانور کو نشاط میں لانے کے لیے درست ہے ہاں جہاں کوئی فائدہ نہ ہو اور صرف تفاخر رہ جائے تو درست نہیں جیسے امراء اکثر صرف نمود اور ارفع شان کے لیے لگاتے ہیں [3] معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس کی ایجاد تو غرض صحیح کے لیے تھی پھر اس میں نمود اور تفاخر شامل ہو گیا اور اب تک بھی غرض صحیح اس میں موجود ہے چنانچہ میں نے ایک گاڑی بان سے پوچھا کہ تم لوگ گھنٹہ اور ٹالیں کیوں لگاتے ہو کہا تجربہ ہے کہ اس سے بیل چلتے زیادہ ہیں اور ہاتھی کے گھنٹہ سے راستہ والوں کی اطلاع کے علاوہ یہ بھی فائدہ ہے کہ آبادی کو جاوے تو وہ عورتیں پردہ کریں جس کے مکانوں کی دیواریں پست ہیں محدثین نے اس کی علت صرف یہ سمجھی ہے کہ جرس [4] ہے اس واسطے منع فرمایا گیا تھا کہ دشمن کو خبر نہ ہو جائے یہ علت سوائے جہاد کے اور کہیں نہیں پائی جاتی، اس واسطے سوائے مجاہدین کے قافلہ کے اور کہیں ان کے نزدیک منع نہ ہوگا اور فقہاء نے علت تفاخر [5] کو سمجھا لہٰذا جس جگہ بھی یہ علت ہو منع ہوگا، تو فتویٰ محدثین کا اس بارے میں اوسع ہے فقہاء سے، محدثین کا مطمح نظر روایت ہوتی ہے اور فقہاء درایت سے کام لیتے ہیں جیسے غنا، محدثین کے نزدیک بلا مزامیر [6] جائز ہے کیونکہ حدیث میں لفظ معازف کا آیا ہے اور فقہاء کے نزدیک بلا مزامیر بھی جائز نہیں کیونکہ وہ علت کو سمجھتے ہیں اور وہ خوفِ فتنہ ہے وہ جیسے مزامیر میں ہے، غنائے

---

[1] جانور کے گلے میں گھنٹی ڈالنا جو چلتے وقت بجتی رہے۔

[2] اس ممانعت کی علت یہ بیان کی کہ تفاخر کی وجہ سے منع ہے جہاں یہ نہ ہو جائز ہے۔

[3] امراء عموماً اپنی شان ظاہر کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں جیسے آج کل گاڑیوں میں ہوٹر بجتا ہے۔

[4] گھنٹی ہے۔ [5] فخر و بڑائی کو سمجھا۔ [6] گانے بجانے کے آلات

صرف میں بھی موجود ہے، محدثین موقع نص سے تجاوز نہیں کرتے اور فقہاء اصل منشا حکم کو معلوم کر کے دیگر مواقع تک حکم کو متعدی کرتے ہیں۔

## محقق کی نظر وسیع ہوتی ہے

پھر ایک مضمون کے سلسلہ میں محققین کا ذکر ہوا اس پر فرمایا محقق کی نظر بہت وسیع ہوتی ہے وہ حقیقت کا جویاں [1] ہوتا ہے لایعنی باتوں [2] میں پڑنا نہیں چاہتا صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان بھی یہی تھی ان کے آپس کے اختلافات دیکھ کر شبہ ہوسکتا ہے کہ ان کے کیسے اخلاق تھے چنانچہ بعض جاہل ان حضرات پر اعتراض کرتے ہیں لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ جہاں موقع اتحاد کا ہوتا تھا وہاں ایسے ایک جان دو قالب ہوتے تھے کہ کہیں دنیا میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، یہ دونوں باتیں کیسے جمع ہوسکتی ہیں کہ اخلاق ایسے خراب ہوں کہ ایسی ایسی منازعتیں ان میں ہوں اور دوسرے وقت وہی حضرات ایسے ایک دل ہو جائیں گویا منازعت [3] کا ان میں مادہ ہی نہیں ضرور ہے کہ وہ منازعت فسادِ اخلاق [4] پر مبنی نہ تھی بلکہ تحقیق پر مبنی تھی دو محقق جو انتہا درجہ کے محقق ہوں بہت کم ایک بات پر متفق ہوسکتے ہیں یہ بات ظاہر اً بعید [5] ہی معلوم ہوتی ہوگی لیکن بالکل صحیح ہے اور یہ کچھ دین ہی پر موقوف نہیں دنیا کی باتوں میں بھی دیکھ لیجیے کسی فن کو اُٹھا کر دیکھیے دو محققین کی رائے کبھی موافق نہ ہوگی طبی مسائل میں جالینوس کی تحقیق اور ہے شیخ کی اور ہے اور بقراط کی اور ہے یہ اختلاف کیوں ہے ظاہر ہے کہ یہ سب ائمۂ فن تھے اور ان کو طب کی ترقی کی کوشش تھی طب کے ساتھ ان کو عداوت [6] نہ تھی پھر ان کے اختلاف کے کیا معنی؟

## ائمہ کے اختلاف کی وجہ

انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ اختلاف اسی اُصول پر مبنی ہے کہ دو محقق کی رائے

---

[1] متلاشی۔ [2] بیکار باتوں۔ [3] جھگڑے کا مادہ ہی نہیں ہے۔
[4] آپس میں مخالفت کسی فساد کی وجہ سے نہیں بلکہ دونوں کی تحقیق الگ الگ تھی اس لیے باہم اختلاف ہوا۔
[5] بظاہر ناممکن معلوم ہوتی ہے۔ [6] دشمنی

متفق نہیں ہوتی محققین کی شان ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ حقیقت کو سمجھنا چاہتے ہیں اور حقیقت کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں اور احاطہ سب پہلوؤں کا یہ خدا کا کام ہے تو ایک ایک پہلو پر نظر جاتی ہے اس لیے ایک دوسرے سے اتفاق نہیں کرتا وسیع النظر ❶ اتنا ہوتا ہے کہ دوسرے محقق کی نسبت کوئی برا لفظ بھی کہنا پسند نہیں کرتا ائمہ ومجتہدین کا اختلاف بھی اسی قسم کا ہے کہ آپس میں اتنا اختلاف ہے کہ ایک صاحب ایک چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے اسی کو حرام کہتے ہیں یہ کتنا بڑا اختلاف ہے مگر ساتھ ہی اس کے یہ حالت بھی انہیں کی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مشہور ہے دیکھیے اتنا اختلاف اور اتنا اتحاد اس اختلاف کی وجہ سوائے غایت درجہ کے محقق ❷ ہونے کے کچھ نہیں ہے اور محقق ہمیشہ وسیع النظر ہوتا ہے اور ایک شان محقق کی یہ ہوتی ہے کہ فضول مباحثہ ❸ سے بچتا ہے اور غیر محقق اور غبی ❹ سے گفتگو نہیں کرتا بلکہ اگر غبی سے گفتگو ہو تو ذرا میں خاموش ہو جاتا ہے جس کو عوام ہار جانا سمجھتے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ اس کے پاس دلیل نہیں اور یہ کہ وہ واقع میں ہار گیا بلکہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ ناحقیقت شناس ❺ کو سمجھانا وہ مشکل سمجھتا ہے اور ہار مان جانے کو سہل ❻ سمجھتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک سوانکھا ❼ شخص آفتاب کو دیکھ رہا ہے اور ایک مادرزاد اندھا ❽ آفتاب ❾ کا انکار کر رہا ہے اگر وہ اندھا اس سوانکھے سے اُلجھے کہ آفتاب کے ہونے کا کوئی ثبوت لاؤ تو وہ کیا ثبوت دے سکتا ہے اس کو یہ کہنا سہل ہے کہ میں ہارا اور تو جیتا آفتاب کا وجود نہ سہی، تو اپنے خیال میں خوش رہے میں اپنے خیال میں خوش ہوں، اب بتائیے کہ یہ سوانکھا شخص ہارا ہوا ہے یا جیتا ہوا آج کل بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ہم حق کے متلاشی ہیں اور یہ لوگ ائمہ کے ساتھ اختلافِ مسائل میں بے ادبی کرتے ہیں اور اس اختلاف کی بناء احادیث کی مخالفت بتلاتے ہیں اگر ان کی بات کو دیکھیے تو صاف ظاہر ہو جاوے کہ تحقیق کا تو پتہ بھی نہیں نہ تحقیق کے لائق علم اور نہ تحقیق کا ارادہ صرف اس مخالفت کی

❶ نظر میں اتنی وسعت ہوتی ہے۔ ❷ سوائے انتہائی محقق ہونے کے اور کچھ بھی نہیں۔
❸ بیکار بحث۔ ❹ بے وقوف۔ ❺ جو حقیقت کو نہ سمجھتا ہو۔
❻ آسان۔ ❼ آنکھوں والا ❽ ماں کے پیٹ سے اندھا پیدا ہونا۔ ❾ سورج۔

بناء ہوائے نفسانی پر ہے کس درجہ سب وشتم [1] صالحین کے بارے میں کرتے ہیں۔

## ائمہ کے اختلاف کا حکم

ائمہ کا اختلاف تو بلاشبہ اختلاف امتی رحمۃ میں [2] داخل تھا اور ان لوگوں کا اختلاف ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [3] کی جنس سے ہے پس آج کل خیریت ہے تو سلف کے اتباع ہی میں ہے [4] اور رائے کو دخل دینے میں مفاسد ہی مفاسد [5] ہیں تجربہ ہے کہ اتباع سے نکل کر آدمی بڑی دور پہنچتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات اسلام سے نکل جاتا ہے دیکھیے رائے پر عمل کرنے سے بڑے بڑوں سے ایسی غلطی ہوتی ہے کہ امام رازی نے حدیث (لم یکذب ابراھیم الا ثلث کذبات) [5] سے انکار کر دیا اس وجہ سے کہ کذب انبیاء علیہم السلام سے محال ہے [6] اور جمہور نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس کذب میں تاویلیں کی ہیں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنے نزدیک بڑا کام کیا کہ تاویل کی ضرورت ہی نہیں رکھی لیکن کس قدر فاحشہ غلطی کی [7] کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر ایک ایسی حدیث کو جو سند صحیح سے ثابت ہے ایسے اشکالوں کی وجہ سے رد کر دیا جائے تو اس کا باب مفتوح [8] ہوتا ہے کہ ہر شخص مجاز ہوگا کہ جس حدیث میں اپنے نزدیک کوئی اشکال پائے اس کو رد کر دے [9] اس سے تمام دین کی اساس ہی منہدم ہوتی ہے [10] ایسے امام سے یہ غلطی کس وجہ سے ہوئی صرف اتباع رائے سے۔

---

[1] نیک لوگوں کو کتنی گالیاں دیتے ہیں۔
[2] میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہے۔
[3] مسلمانوں کے راستہ کے خلاف کا اتباع کرتے ہیں۔ [سورۃ النساء:۱۱۵]
[4] بزرگوں کے اتباع ہی میں خیر ہے۔ [5] نقصان ہی نقصان۔
[5] التفسیر الکبیر: ۱۵۶/۷ مسند الامام احمد: ۱۷۷/۲، الترغیب والترھیب للمنذری: بلفظ لا یستجیب لعبد دعاہ عن ظھر قلب غافل تین مقامات کے سوا حضرت ابراہیم نے جھوٹ (بطور توریہ) نہیں بولا۔
[6] انبیاء کا جھوٹ بولنا ناممکن ہے۔ [7] کتنی بڑی غلطی کی۔
[8] دروازہ کھلتا ہے۔ یعنی راستہ نکلتا ہے۔
[9] کہ جس حدیث میں اس کو کوئی اشکال ہو اس کا انکار کر دے۔ [10] بنیاد ہی گر جاتی ہے۔

## حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب

میرا ایک خواب ہے جو موافقت قواعد صحیحہ کی وجہ سے میرے نزدیک خوب ہے ① اور اس سے اچھا فوٹو اس مبحث کا شاید ہی ملے میرے دل میں کھٹک پیدا ہوئی اور یہ زمانہ طالب علمی دیوبند کا ذکر ہے کہ غیر مقلد اپنے ہر مدعا ② پر حدیث پیش کرتے ہیں جو ہمارے امام کے خلاف ہوتی ہے شاید ان ہی کا طریق حق ہو خواب دیکھا کہ میں دہلی میں ایک محدث میاں صاحب کے مکان پر ہوں دیکھا کہ وہاں چھاچھ ③ تقسیم ہو رہی ہے مجھے چھاچھ کا شوق ہے انہوں نے مجھ کو بھی دی مگر میں نے نہیں لی۔ بس آنکھ کھل گئی معاً ④ تعبیر ذہن میں آئی کہ علم کی صورت رؤیا میں لبن ہے ⑤ جیسا کہ حدیث میں موجود ہے اور چھاچھ کی صورت تو دودھ کی ہے مگر حقیقت بالکل مغائر ہے ⑥ معنی اور مغز اس میں نہیں پس یہ سمجھ میں آیا کہ ان کا طریقہ صورتِ دین تو ہے مگر اس میں معنی دین بالکل ندارد ہے ⑦ یہ لوگ امام صاحب پر خلاف حدیث کا اعتراض کرتے ہیں۔ امام صاحب نے بھی حدیث کے خلاف کوئی بات نہیں کہی مگر معنی اور مغز ⑧ کو لے کر، اور یہ لوگ صرف صورت سے ⑨ شبہ کرتے ہیں تو یہ معارضہ معارضہ حدیث نہ ہوا بلکہ معارضہ معنی وصورت حدیث ⑩ ہوا اور ایسا ممکن ہے جیسا کہ میں چند نظیروں ⑪ میں دکھاتا ہوں۔ مثلاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوجود امر ⑫ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس غلام پر حد جاری نہ کی اس سے کوئی ظاہر بین کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کی مخالفت کی جیسا کہ یہ لوگ ہر بات میں امام

---

① بہترین ہے۔ ② ہر دعویٰ پر۔ ③ کچی لسی۔ ④ فوراً۔

⑤ خواب میں اگر کوئی دودھ پیتا دیکھے تو اس کی تعبیر حصول علم سے دی جاتی ہے۔

⑥ کچی لسی ہوتی تو دودھ کی طرح ہے لیکن اس میں دودھ کی حقیقت نہیں پائی جاتی۔

⑦ ان کا طریقہ دین کی صورت تو ہے لیکن اس میں حقیقت دین نہیں ہے۔

⑧ امام صاحب نے حدیث کے معنی کا اعتبار کیا ہے۔

⑨ حدیث کے ظاہری الفاظ کی وجہ سے شبہ کرتے ہیں۔

⑩ تو یہ حدیث کی مخالفت نہیں بلکہ معنی سمجھنے میں اختلاف ہے۔

⑪ اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ ⑫ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے باوجود۔

صاحب کو طعنہ دیتے ہیں کہ حدیث کی مخالفت کرتے ہیں لیکن معنی فہیم آدمی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گو ظاہر حدیث کی مخالفت کی لیکن حقیقت میں مخالفت نہیں کی اور ان کو یہی کرنا چاہیے تھا چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد میں اسی کی تصویب [1] فرمائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مسئلہ معلوم تھا کہ از روئے کتاب وسنت غیر زانی پر حد نہیں ہوسکتی جبکہ وہ غلام مقطوع الذکر [2] تھا تو اس سے زنا ممکن ہی نہیں تھا پھر حد کیسی انصاف سے کہیے کہ تعمیل حدیث یہ ہے یا وہ ہوتی۔

## حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال مغز حدیث پر مبنی ہیں

اسی طرح امام صاحب کے اقوال ہیں کہ وہ مغز [3] حدیث پر مبنی ہیں اور ان لوگوں کے اقوال صرف صورت حدیث پر، مغز کا نام بھی نہیں اور وہ بھی دو چار مسئلوں میں، میں نے قنوج میں ایک مرتبہ وعظ کہا اور کچھ رسوم مروجہ کے متعلق گفتگو کی منصف غیر مقلدوں نے کہا کہ آج معلوم ہوا کہ متبع سنت ہم بھی نہیں صرف دو چار سنن پر عمل کر رکھا ہے۔

## اتباع رائے کے باوجود دعویٰ عمل بالحدیث

اسی طرح ایک غیر مقلد گندھی [4] نے کہا کہ ہم لوگوں میں احتیاط بالکل نہیں ہے ہمارا عمل بالحدیث صرف آمین بالجہر اور رفع یدین [5] میں ہے اس کے سوا کسی عمل کی طرف ہمارا ذہن ہی نہیں جاتا چنانچہ میں عطر میں تیل ملا کر بیچتا ہوں، اور واقعی متقی جس کو کہتے ہیں وہ ان میں ایک بھی نہیں الا ماشاء اللہ، یہ کیسی گہری بات ہے اس میں سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیوں ان میں متقی نہیں ہوتے جبکہ ہر بات میں عمل بالحدیث کا دعویٰ ہے، وجہ یہ بھی ہے کہ کسی ایک

---

[1] اس کو صحیح قرار دیا۔

[2] اس غلام کا آلہ تناسل کٹا ہوا تھا اس وجہ سے اس سے زنا کا ارتکاب ممکن ہی نہیں تھا اس لیے اس پر شرعاً حد جاری نہیں ہوتی تھی اس لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوجود حد جاری کرنے کا حکم دینے کے اس پر حد جاری نہیں کی چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کو صحیح قرار دیا۔ تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہوئی۔

[3] حدیث کی روح اور حقیقت۔

[4] عطار۔

[5] زور سے آمین کہنے میں اور نمازوں میں ہاتھ اُٹھانے میں۔

کے پابند نہیں ہیں، ذرا کوئی بات پیش آئی سوچ کر کسی ایک روایت پر عمل کر لیا اور روایتوں میں سے انتخاب کرنے کے لیے اپنی رائے کو کافی سمجھا، پس اس کو صورۃً تو چاہے کوئی اتباع حدیث کہہ لے، مگر جب اس کا منشا رائے پر ہے تو واقع میں اتباع رائے ہی تو ہوا۔ اتباع ہونے سے بچنا جب ہی ہوتا ہے جب ایک سے بندھ [1] جائے، ورنہ نرے دعوے ہی دعوے ہیں، مقلدین میں بہت سے لوگوں کی حالت اچھی نکلے گی بخلاف غیر مقلدین کے کوئی شاذ و نادر متقی نکل آئے تو نکل آئے، ورنہ بہت سے حیلہ جو اور نفس پرور ہیں، ابو حنیفہ سے بندھتا ہے نفس ورنہ چھچھوندر کی طرح یہ ہانڈی جا سونگھی وہ ہانڈی جا سونگھی [2] یوں کوئی محتاط بھی نکل آئے لیکن حکم اکثر پر ہوتا ہے اچھے اچھوں کے حالات ٹٹول کر دیکھ لیے ہیں اتقاء [3] ایک میں بھی نہ پایا، الا ما شاء اللہ اس کا اقرار خود ان کے گروہ کو بھی ہے، ہاں اگر کوئی احتیاط کرے اور مختلف اقوال میں سے احوط پر عمل کرے تو اس کو اتباع نفس و ہوی [4] نہ کہیں گے۔ اور اس میں فی نفسہ کوئی حرج بھی نہیں لیکن اول تو ایسا کرتا کون ہے اور یہ بہت مشکل ہے، کوئی کر کے دیکھے تو معلوم ہو کہ کس قدر دشواریاں پیش آئیں گی اور ایسے محتاط کو بھی اجازت اس واسطے نہ دیں گے کہ دوسروں پر اثر برا پڑتا ہے۔ اس کی احتیاط کی تقلید تو کوئی نہ کرے گا، ہاں اس کی عدم تقلید کی تقلید کر لیں گے [5] اور پھر وہی اتباع ہویٰ باقی رہ جائے گا، ہاں اگر یہ شخص گمنام جگہ ہو اور اطمینان ہو کہ دوسروں پر اثر نہ پڑے گا تو اس کا معاملہ اللہ پر ہے اگر اس کی نیت سچی ہے اور خوف خدا سے احوط [6] کو اختیار کرتا ہے تو کچھ حرج نہیں۔ لیکن ایسی نظیر شاید ایک بھی ملنا مشکل ہے یہ صرف توسیع عقلی ہے۔

---

[1] کسی ایک امام کی تقلید کرے۔

[2] جیسے چھچھوندر چوہے کی طرح کا ایک جانور جو مختلف پتیلوں میں منہ ڈالتا رہتا ہے اسی طرح غیر مقلد بھی کبھی ایک کا اتباع کرتا ہے کبھی دوسرے کا۔

[3] پرہیزگاری و تقویٰ۔

[4] اس کو اپنی خواہش کا اتباع کرنے والا نہیں کہیں گے۔

[5] اس کے تقلید نہ کرنے کی تقلید کریں گے۔

[6] جس بات میں زیادہ احتیاط دیکھے۔

## عامی کو ہر صورت میں مجتہد کی تقلید واجب ہے

مفتی صاحب نے پوچھا کہ اگر عامی شخص کو کسی مسئلہ میں ثابت ہو جائے کہ مجتہد کا قول حدیث کے خلاف ہے تو اس وقت میں حدیث پر عمل کیوں جائز نہ ہوگا ورنہ حدیث پر قول مجتہد کی ترجیح لازم آتی ہے فرمایا یہ صرف فرضی صورت ہے عامی کو یہ کہنے کا منصب ہی کہاں ہے کہ مجتہد کا قول حدیث کے معارض ہے [1] اس کو حدیث کا علم مجتہد کے برابر کب ہے نیز وہ تعارض اور تطبیق کو مجتہد کے برابر کیسے جان سکتا ہے تو اول تو یہ صورت فرضی ہے کہ قول مجتہد حدیث کے معارض ہو پھر میں تنزل کر کے کہتا ہوں کہ اگر اس عامی شخص کا قلب گواہی دیتا ہو کہ اس مسئلہ میں مجتہد کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تو اس صورت میں بھی ترکِ تقلید جائز نہیں اس کی نظیر یہ [2] ہے کہ طبیب سے نسخہ لکھواتے ہیں تو اس نسخہ کو غلط کہنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے عامی تو عامی، کوئی دوسرا طبیب بھی اس نسخہ کو غلط نہیں کہہ سکتا دوسرا نسخہ دوسرا طبیب تجویز کر دے لیکن اس نسخہ کو غلط کہنے کا مجاز نہیں، اس وقت تک کہ اس نسخہ کو بالکل صریح غلط نہ ثابت کر سکے۔ دوسری تجویز کے بہت سے وجوہ ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ یہ بھی ایک وجہ ہوتی ہے کہ ایک دہلی کا تعلیم یافتہ ہے دوسرا لکھنو کا۔ لکھنو کا طرزِ مطب اور ہے اور دہلی کا اور، اور اوزانِ ادویہ تک میں فرق ہے تو ایک دہلی کے تعلیم یافتہ کو لکھنو کے نسخہ کو صرف اس وجہ سے غلط کہہ دینا کہ اس کے اوزان میں فرق ہے کیسے درست ہو سکتا ہے علیٰ ہذا مجتہدین کے اختلاف کے وجوہ بھی بہت ہیں بعض وقت رائے کا اختلاف موضع کے اختلاف سے بھی ہو جاتا ہے۔ [3]

## حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف اقوال کا سبب

چنانچہ امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ جدید اور ہے، قدیم کے منضبط کرنے کے بعد انہوں نے مصر کا سفر کیا تو بہت سے اقوال میں تغیر کرنا پڑا جیسا فقہ کے جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں، اس کی یہ وجہ نہیں کہ سفر کرنے سے دلیلیں بدل گئیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ سفر سے

---

[1] عام آدمی کو یہ کہنے کا حق ہی نہیں ہے کہ مجتہد کا قول حدیث کے خلاف ہے۔ [2] مثال۔

[3] جگہ کے اختلاف کی وجہ سے رائے بدل جاتی ہے۔

لوگوں کے حالات کا تجربہ مزید حاصل ہوا۔ جس سے بہت سے مواقع جرح کے معلوم ہوئےجو پہلے معلوم نہ تھے پہلے حکم اور تھا اور جرح معلوم ہونے کے بعد ظاہر ہے کہ وہ حکم بدلنا ضروری ہوا اسی طرح بہت سے راویوں میں اختلاف ہوا غرض وجوہ اختلاف کا احصاء مشکل ہے لوگوں نے اس کے واسطے قواعد منضبط ضرور کیے ہیں (جن کو اُصول فقہ کہتے ہیں) لیکن وہ قواعد خود محیط نہیں۔ اس کی مثال علم نحو کی ہے جس میں کلام کی ترکیب کے قواعد منضبط کیے گئے ہیں اور یہ علم بہت مفید ہے لیکن تاہم اس کے انضباط کا مقصود یہ نہیں کہ اہل زبان اس کے پابند ہوں اور اس لیے اس کا احاطہ پورا کیا گیا ہو۔ بلکہ یہ محض غیر اہل زبان کے واسطے اہل زبان کا کلام سمجھنے اور ان کے ساتھ مکالمت [1] کرنے کا آلہ ہے پس اگر اہل زبان سے کوئی کلام ایسا ثابت ہو جائے جس میں قواعد نحو جاری نہ ہو سکیں تو یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ اہل زبان نے غلطی کی بلکہ یہ کہا جاوے گا کہ علم نحو میں اتنا نقصان تھا کہ یہ قاعدہ ضبط سے رہ گیا۔

## مجتہد کا قول بغیر دلیل کے نہیں ہوتا

اسی طرح مجتہد کو اُصول فقہ سے الزام دینا صحیح نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے موقع پر جہاں مجتہد کا قول اُصول پر منطبق نہ ہوتا ہو یہ کہنا چاہیے کہ علم اُصول ناقص رہا اس تقریر کے بعد یہ کہنا ذرا مشکل ہے کہ مجتہد کے پاس اس کے قول کی کوئی دلیل نہیں اس واسطے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر قلب ذرا بھی گواہی دے کہ مجتہد کے پاس اپنے قول کی دلیل ہوگی تو ترک تقلید جائز نہ ہوگا۔ اگرچہ درجہ امکان عقلی میں یہ بھی ہے کہ مجتہد کے پاس دلیل نہ ہو یا اس نے غلطی کی ہو جیسے کہ درجہ امکان میں یہ بھی ہے کہ طبیب کیسا ہی بڑا ماہر کیوں نہ ہو غلطی کر سکتا ہے لیکن اگر ایسی فرضی صورتوں سے مجتہد کا اتباع چھوڑ دیا جائے تو کارخانہ دین درہم برہم ہو جائے جیسا کہ اسی کی نظیر یعنی امر معالجہ میں یہ فرضی صورت جاری کرنے سے کہ طبیب معصوم نہیں ہے غلطی کر سکتا ہے اور اس کا اتباع چھوڑ دینے سے امر معالجہ درہم برہم ہوتا ہے۔ وہاں تو امر معالجہ کا نظام قائم رکھنے کے لیے یہ بات عام طور سے مان لی گئی ہے کہ طبیب زہر بھی کھلائے تو

---

[1] ان کے ساتھ بات چیت کرنے کا ذریعہ ہے۔

چون و چرا نہ کرنا چاہیے حالانکہ یہ عقل کے خلاف ہے جب ایک چیز کو زہر کہا تو زہر کے معنی قاتل نفس ہے ❶ پھر اس کے کھانے کے جواز کے کیا معنی، مگر اس جملہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ زہر جو طبیب کھلاتا ہے اس کو نہ اس واسطے کھالینا چاہیے کہ وہ زہر ہے، بلکہ اس واسطے کہ گو وہ صورۃً زہر ہے، مگر حقیقت میں زہر نہیں طبیب پر اطمینان ہے کہ وہ قاتل نفس شئے ❷ نہ کھلائے گا اسی طرح جب ایک شخص کو مجتہد مانا گیا تو (لفظ تو برا ہے) مگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ تو اس کے زعم میں خلاف دلیل بات بھی بتلائے تو کر لی جائے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ طبیب زہر بھی کھلائے تو کھالینا چاہیے۔ جو تاویل وہاں تھی وہی یہاں بھی ہے کہ طبیب زہر نہیں کھلائے گا۔ ایسا ہی مجتہد خلاف دلیل بات نہ بتلائے گا۔ پھر یہ کہنا بڑا مشکل ہے کہ مجتہد کے پاس اپنے قول کی دلیل نہ ہو گی۔ اسی وجہ سے میں نے یہ کہا اگر قلب ذرا بھی گواہی دے کہ مجتہد کے پاس کوئی نہ کوئی دلیل ضرور ہو گی تو ترک تقلید جائز نہیں البتہ کوئی متجر عالم ❸ اگر کسی مسئلہ کو خلاف دلیل سمجھے تو اس کا سمجھنا معتبر ہو گا۔

## مجتہد کسے کہتے ہیں

اس پر مفتی صاحب نے پوچھا کہ مجتہد کس کو کہتے ہیں جبکہ ایک شخص کو مسئلہ کا علم دلیل سے ہے تو اس مسئلہ کا یہ بھی مجتہد ہے، پھر یہ کیسے کہا جائے گا کہ ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید لازم نہیں۔ جواب دیا کہ لغۃً تو ہر شخص کچھ نہ کچھ مجتہد ہے اس بناء پر تو تقلید سے آزاد کرنے کا انجام یہی ہے کہ تقلید بالکل نہ رہے حالانکہ یہ بلانکیر جاری ہے اس کی ایک مثال ہے کہ مال دار ہمارے عرف میں کس کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص مال دار ہے میں پوچھتا ہوں ایسا کون شخص ہے جو مالدار نہیں لغۃً تو مال دار وہ شخص بھی ہے جس کے پاس ایک پیسہ پھوٹی کوڑی بھی ہو تو جو احکام مالداروں کے ساتھ متعلق ہیں دنیا کے ہوں یا دین کے ہر شخص پر جاری ہونے چاہئیں زکوۃ کا مطالبہ بھی ہونا چاہیے اور خراج اور محصول بھی بادشاہ کو

---

❶ ایسی کوئی چیز نہیں کھلائے گا جو نفس کی ہلاکت کا باعث ہو۔

❷ ایسی کوئی چیز نہیں کھلائے گا جو نفس کی ہلاکت کا باعث ہو۔ ❸ بڑے درجہ کا فقیہ عالم۔

ہر شخص سے لینا چاہیے فما ھو جوابکم فھو جوابنا [1] اسی طرح لغۃً مجتہد ہر شخص سہی لیکن وہ مجتہد جس پر احکام اجتہاد جاری ہوسکیں اس کے واسطے کچھ شرائط ہیں جن کا حاصل ایک ذوق خاص شریعت کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے جس سے وہ معلل اور غیر معلل [2] کو جانچ سکے اور وجوہ دلالت یا وجوہ ترجیح کو سمجھ سکے اور یہ اجتہاد ختم ہو گیا۔ پس ایک مسئلہ کی دلیل جان لینے سے اس مسئلہ کا وہ محقق تو نہیں ہو گیا پھر محقق کے اتباع کو وہ کیسے چھوڑے گا جیسے کہ محدث درجہ عبور میں ہر شخص ہوسکتا ہے لیکن کمال اس کا بعض افراد پر ختم ہو گیا اب کوئی محدث موجود نہیں ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ [3]۔

## مجتہدین نے ہی حقیقت دین کو سمجھا ہے

آج کل جو لوگ اجتہاد کے مدعی ہیں ان سے ایسی فاحش غلطیاں ہوتی ہیں کہ ہر شخص کا قلب ان کے غلطی ہونے کو تسلیم کر لیتا ہے جیسے کہ آج کل کوئی کچھ سندیں بنا کر محدث بننا چاہے تو اس کی محدثیت تسلیم نہیں کی جاتی آج کل تو سلامتی اسی میں ہے کہ اجتہاد کی اجازت نہ دی جائے نظم دین جو کچھ ہو گیا اس سے اس میں بڑا خلل پڑتا ہے [4] میں تو کہتا ہوں کہ آج کل وہ زمانہ ہے کہ اگر کسی کام کو درجہ اُولویت [5] پر کرتے ہیں عوام کے فساد کا احتمال ہو تو اس وقت خلاف اولیٰ کرنے والا مثاب [6] ہوگا نظیر اس کی قصہ حطیم ہے جو حدیث میں موجود ہے [7] یہ میری تقریر ایسی ہے جس سے تقلید کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ائمہ

---

[1] اس بات کا جو جواب تم دو گے اس مسئلہ میں ہمارا بھی وہی جواب ہے۔

[2] جس سے اس مجتہد کو یہ پتہ لگ جائے کہ یہ حکم کسی علت کی بنا پر ہے یا بغیر علت۔

[3] یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔[الحدید: ۲۱]

[4] خرابی واقع ہوتی ہے۔ [5] اولیٰ ہونے کی وجہ سے۔

[6] اگر اولیٰ پر عمل کرنے سے عوام کے خراب ہونے کا ڈر ہو تو خلاف اولیٰ پر عمل کرنا صحیح و درست۔

[7] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دل چاہتا ہے کہ خانہ کعبہ کو بناء ابراہیمی کے مطابق ڈھا کر دوبارہ بنادوں اور حطیم جس کو مشرکین مکہ نے کعبہ سے خارج کر دیا ہے اس کو داخل کعبہ کر دوں لیکن لوگ اس سے غلط مطلب لیں گے اس لیے نہیں کرتا۔ معلوم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے بگڑنے کے خوف سے خلاف اولیٰ پر عمل گوارا کیا۔

مجتہدین ہی نے دین کی حقیقت کو سمجھا ہے۔

## ضرورتِ تقلید

پس جو لوگ تارکِ تقلید ہیں وہ کہنے کو تو ائمہ کے خلاف ہیں مگر درحقیقت دین کے خلاف ہیں اس کی بناء صرف خود رائے پر ہے اتباع ہوئی اور اعجاب [1] سب جانتے ہیں مہلک چیزیں ہیں، جس کا جی چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے کہ تارکین تقلید میں اکثر یہ دونوں مرض رگ وپے میں گھسے ہوئے ہوتے ہیں ہمارا علم کچھ بھی نہیں ہم سے بڑوں نے اور ان لوگوں نے جن کا علم مسلّم ہے کیوں تقلید کو اختیار کیا معلوم ہوا کہ ہماری رائے غلط اور متہم ہے [2] تقلید شخصی چھوڑ کر گنجائشیں نکالی جاویں تو نتیجہ اس کا بہت ہی جلد آزادی نفس پیدا ہو جاتا ہے، ان میں سے بعض نفس کے نزدیک اجتہاد ہی کوئی چیز نہیں، بدوں نص کے ان کے نزدیک کوئی حکم ہی ثابت نہیں۔

## حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ذوق اجتہادی

حالانکہ احادیث میں اس کے ثبوت بہت ملتے ہیں دیکھیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذوق اجتہادی ہے تو جس پر ایسا اطمینان ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت سے [3] روک دیا اور یہ روکنا عند اللہ مقبول رہا حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نص پر کسی طرح ترجیح نہیں ہو سکتی مگر ان کے ذوق اجتہادی ہی نے بتا دیا تھا کہ یہ بشارت نظم دین میں مخل ہوگی [4] اور باوجود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلیل پیش کرنے کے اس شدومد سے تردید کی کہ ان کو دھکا

---

[1] اپنی رائے پر عمل کرنا ہوائے نفسانی کا اتباع اور عجب وتکبر کا برا ہونا سب کو معلوم ہے۔

[2] ہماری رائے کا کوئی اعتبار نہیں۔

[3] حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو روکا جبکہ وہ لوگوں کو یہ خوشخبری دینے جا رہے تھے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا۔ جس کی حضور نے ان کو اجازت دی تھی۔

[4] انتظام دین میں رخنہ اندازی کا باعث ہوگی۔

دے کر گرا بھی دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ سارا قصہ پیش ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجرم کیوں نہ ہوئے اس قصہ سے اجتہاد کا بدیہی ثبوت ملتا ہے یہ کوئی کچا محل نہیں ہے دین کی اہل اجتہاد نے من گھڑت باتوں پر بنا نہیں رکھی ہے، ان کے یہاں تو خود رائی کا تو کام ہی نہیں جیسے کہ مجتہدین دوسروں کو پابند بناتے ہیں خود بھی پابند ہیں کوئی بات بلا قرآن وحدیث کے نہیں کہتے تو ان کی تقلید قرآن وحدیث کی تقلید ہوئی نام اس کا چاہے کچھ رکھ لو جیسا صرف ونحو پڑھنے والا اولاً تو مقلد ہے اخفش اور سیبویہ کا، لیکن اخفش وسیبویہ خود موجد زبان ◆ نہیں بلکہ مقلد ہیں اہل زبان کے۔اس واسطے صرف ونحو پڑھنے والا درحقیقت مقلد ہوا اہل زبان کا۔

یہ کیسی غلطی ہے کہ مقلد فقہاء کو تو تارک قرآن وحدیث کہا جاوے اور مقلد اخفش و سیبویہ کو تارک زبان نہ کہا جاوے، یہ مضامین یادرکھنے کے ہیں ہر وقت ذہن میں نہیں آتے، ابن تیمیہ کی ایک کتاب ہے دفع الملام عن الائمۃ الاعلام اس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وجوہ دلالت کے اس قدر کثیر ہیں کہ کسی مجتہد پر یہ الزام صحیح نہیں ہوسکتا کہ اس نے حدیث کا انکار کیا، یہ کتاب دیکھنے کے قابل ہے۔ابن تیمیہ اور ابن القیم استاد شاگرد ہیں، دونوں بڑے عالم ہیں بعض افاضل کا ان کے بارے میں قول ہے کہ علمھما اکثر من عقلھما ◆ یہ دونوں حنبلی مشہور ہیں مگر ہیں نہیں حنبلی، ان کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے خود مجتہد ہونے کے مدعی ہیں، ایسا محقق کسی بات میں ائمہ مجتہدین کا خلاف کرے تو مضائقہ بھی نہیں۔

## آزادی کے نتائج

اور یہ تھوڑا ہے کہ بولنے تک کی تمیز نہیں اور ائمہ کے منہ آنے لگے ایک شخص کہتا تھا کہ بلا قرأت فاتحہ نماز کیسے ہوسکتی ہے حدیث میں تو ہے کھداج (خداج خداج) ایسے بے ہودوں سے تو کلام بھی کرنے کو دل نہیں چاہتا ایک صاحب کنیدہ میں ملے اور پوچھا

◆ زبان ایجاد کرنے والے۔ ◆ ان دونوں کا علم ان کی عقل سے بڑھا ہوا ہے۔

کہ ترک فاتحہ پر کیا دلیل ہے مجھے معلوم ہوا کہ یہ بھی ایسی ہی لیاقت رکھتے ہیں جیسے کہدا ج والا تھا مجھے سخت گراں گذرا کہ ان کے ساتھ کیا مغز ماروں میں نے کہا پہلے یہ بتایئے کہ یہ مسئلہ اُصول میں سے ہے یا فروع میں سے کہا فروع میں سے ہے میں نے کہا آپ کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دین کی تحقیق کی طرف خاص توجہ ہے جبکہ ایک فرعی مسئلہ کی طرف اس قدر توجہ ہے تو اُصول کی طرف اور زیادہ ہوگی۔ اُصول کی تو آپ شاید پوری تحقیق کر چکے ہوں گے اور اب فروع کی طرف متوجہ ہوئے ہیں پس اصل الاصول توحید ہے اس کو آپ ضرور دلیل سے تحقیق کر چکے ہوں گے اگر ایسا ہے تو میں چند شبہات توحید پر پیش کرتا ہوں ذرا ان کا حل تو کر دیجیے اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ توحید کو کسی کی تقلید سے مان لیا ہے تو آپ دلیل سے تحقیق نہیں کر سکتے تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ اُصول میں تو تقلید کی اور فروع میں تقلید نہیں کرتے حالانکہ اُصول زیادہ اہم ہیں۔ تقلید سے خلع عنان کرنا اول تو مجتہدین کی سب وشتم کی طرف مفضی ہوتا ہے ◆ پھر صحابہ کے سب وشتم کی طرف پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھر حق تعالیٰ پر بھی کبھی نوبت پہنچتی ہے اور مولانا فتح محمد صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک غیر مقلد حدیث پڑھا رہے تھے اور جہاں حدیث کی تاویل نہ بن آتی تو کہتے تھے تعجب ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں کچھ فرما دیتے ہیں کہیں کچھ فرما دیتے ہیں، یہ کیا فرما دیا، یہ نتائج ہیں آزادی کے۔

اس سے عار آتی ہے کہ ہم کسی کے محکوم کہے جاویں خیر صاحب انہیں مجتہدین کی محکومیت سے عار ہوگی ہمیں تو بہت سوں کی حکومت میں رہنا پسند ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بھی حکومت ہے ماں باپ کی بھی حکومت ہے شیخ طریقت کی بھی حکومت ہے یہ بات نفس کے چاہے خلاف ہو مگر یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ ہمارے اتنے مصلح ہیں نفس وشیطان ہمارا کچھ بھی نہیں کر سکتا بخلاف ان کے، ائمہ کی حکومت میں سے تو نکل گئے اور شیطان کی حکومت میں آگئے ہم جن کے محکوم ہیں وہ سب ہمارے خیر خواہ ہیں اور یہ جس کی حکومت میں گئے وہ

◆ اپنے گلہ میں سے تقلید کا پٹہ نکال دینا مجتہدین کو برا بھلا کہنے کا باعث بنتا ہے۔

عدو مبین ہے۔ [1] اپنی اصلاح کے لیے اپنے اُوپر کسی کو بھی اعتماد نہ چاہیے۔ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مبصر نے اس شخص سے کیا کہا جس نے کہا تھا کہ اگر تم بگڑو تو ہم اس تلوار سے تم کو سیدھا کریں گے تو فرمایا تھا کہ الحمد للہ میں ایسی قوم میں ہوں جس میں میرے محافظ بہت سے موجود ہیں۔

## بیعت مروجہ کی مصلحت

بیعت مروجہ میں یہی مصلحت ہے کہ جانبین کو خیال ہو جاتا ہے دونوں کو ایک دوسرے سے اعانت کی امید ہوتی ہے۔ ایک دیہاتی آدمی مجھ سے بیعت ہوا میں نے پوچھا بیعت کی تمہارے نزدیک کیا ضرورت ثابت ہوئی نماز روزہ تو بلا اس کے بھی کیا جا سکتا ہے۔ کہا میں بیعت اس واسطے ہوا ہوں کہ ویسے تو ذرا سستی بھی نماز روزہ میں ہو جاتی ہے بیعت سے ذرا خیال ہو جاتا ہے، کیا کام کی بات ہے۔

تقریر ادب الاعلام ختم ہوئی۔

اسی سفر میں اس تیسرے دن یعنی بتاریخ ۲۳/صفر ۱۳۳۵ھ بروز بدھ اسی مقام بڑہل گنج میں ایک مختصر سی تقریر اور ہوئی جس میں تقلید کی بحث ہے وہ بھی یہاں درج کی جاتی ہے۔

## استیلاء کافر موجب ملک ہے

سوال: محکمہ تعلیم کے مصارف محکمہ جنگی سے پورے ہوتے ہیں تو محکمہ تعلیم کی تنخواہ حلال ہے یا نہیں؟ فرمایا استیلاء کافر [2] موجب ملک ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہاں بھی مسئلہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا کام آتا ہے۔ ایک انگریز نے لکھا ہے کہ سلطنت کسی کے فقہ پر نہیں چل سکتی سوائے فقہ حنفی کے، ایک سیاسی شخص کا یہ کہنا ضرور بڑے تجربے کی خبر دیتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب نظر ہے، دیکھیے امام صاحب کا قول ہے کہ آلات لہو [3]

---

[1] کھلا دشمن ہے۔

[2] کافر کا مسلمان کی زمین پر اس کے ہجرت کر جانے کی بنا پر قبضہ کر لینا۔

[3] کھیل تماشے گانے بجانے کے آلات۔

کا توڑ ڈالنا واعظ کو یا کسی کو جائز نہیں اگر کوئی توڑ ڈالے تو ضمان لازم آئے گا، یہ کام سلطنت کا ہے وہ احتساب کرے اور توڑے پھوڑے اور سزا دے جو چاہے کرے دیکھیے اس میں کتنا امن ہے سوائے سلطان کے اور کسی کے احتساب کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ کام بند تو ہوتا نہیں جنگ و جدل وفتنہ ہو جاتا ہے اور باہمی منازعات بڑی دور تک پہنچ جاتے ہیں۔

## علم فقہ بہت قابل قدر ہے

علیٰ ہذا اقامتِ حدود سلطان ہی کے ساتھ ہیں، فقہ بڑی مشکل چیز ہے فقیہ کو جامع ہونا چاہیے فقیہ بھی ہو محدث بھی ہو متکلم بھی ہو، سیاسی دماغ بھی رکھتا ہو، بلکہ کہیں کہیں طب کی بھی ضرورت ہے، بعضے امور میں تشریح کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ فقہ مشکل چیز ہے مگر آج کل بعض لوگوں نے اس کی کیا قدر کی ہے کہ فقہاء پر سب وشتم [1] کرتے ہیں یہ گروہ نہایت درجہ مفسد ہے [2] یہ لوگ جان جان کر فساد کرتے ہیں اور اشتعال دلاتے ہیں بعض وقت تو ذرا سی بات میں بڑا فتنہ ہو جاتا ہے۔

## غیر مقلدین کی آمین

ایک شخص نے کہا حضور ہاں ایک جگہ مقلدین کی جماعت میں ایک غیر مقلد آ گیا اور آمین زور سے کہی تو اس پر بڑا فساد ہوا اور پولیس تک نوبت پہنچی اور مقدمہ کو بڑا طول ہوا۔ فرمایا حضرت والا نے، اس پر جنگ وجدل کرنا، ہے تو زیادتی لیکن تجربہ سے ثابت ہے کہ عمل کچھ بھی ہو مگر جس نیت سے کیا جاوے اس کا اثر ضرور ہوتا ہے، اگر اس نے خلوص سے اور عمل بالسنّت کی نیت سے کیا ہوتا تو یہ نوبت نہ آتی غیر مقلدین کی آمین اکثر صرف شورش اور مقلدین کے چڑانے کے لیے ہوتی ہے میرے بھائی محمد مظہر نے قنوج میں غیر مقلدین کی آمین سن کر کہا آمین تو دعا ہے اس میں خشوع کی شان ہونی چاہیے اور ان لوگوں کے لہجہ میں خشوع کی شان نہیں ہے خود سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی کو چھیڑتے ہوں اس نے عرض کیا کہ یہ واقع بات ہے۔ مقدمہ مذکور جب پولیس میں پہنچا تو ایک ہندو تھانیدار اس کی

[1] گالم گلوچ کرتے ہیں۔ [2] سب سے زیادہ فسادی ہیں۔

تحقیقات پر تعینات ہوا وہ بہت سمجھ دار تھا اس نے فساد کا الزام غیر مقلد ہی پر رکھا اور رپورٹ میں لکھا کہ یہ لوگ شورش پسند ہیں اور بلا وجہ اشتعال دلاتے ہیں اور آمین صرف فساد اُٹھانے کے لیے کہتے ہیں اس پر غیر مقلدین نے بڑا غل مچایا[1] اور کہا کہ آمین مکہ مکرمہ میں بھی ہوتی ہے داروغہ نے کہا کہ مکہ مکرمہ میں آمین خدا کی یاد کے لیے ہوتی ہوگی دنگے کے لیے نہ ہوتی ہوگی یہاں دنگے کے لیے ہے۔ فرمایا میرا شریک حجرہ ایک لڑکا بیان کرتا تھا کہ ایسے ہی ہے۔

## آمین کی تین قسمیں

ایک موقع پر ایک انگریز نے تحقیقات کی اور آخیر میں گویا تمام واقعہ کا فوٹو کھینچ دیا اور کہا آمین تین قسم کی ہیں۔ ایک آمین بالجہر[2] اور اہل اسلام کے ایک فرقہ کا وہ مذہب ہے۔ اور حدیثیں بھی اس کے ثبوت میں موجود ہیں۔ اور ایک آمین بالسر[3] ہے اور وہ بھی ایک فرقہ کا مذہب ہے اور حدیثوں میں موجود ہے اور تیسرے آمین بالشر ہے[4] جو آج کل کے لوگ کہتے ہیں۔

## حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عمل بالحدیث

اس شخص نے بیان کیا کہ ہندو داروغہ کے سامنے غیر مقلدوں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیا کہ امام صاحب قائل ہیں کہ اگر کوئی محرم عورت سے نکاح کرے اور وطی کرے تو اسپر حد واجب نہیں یہ کیسی غلطی ہے۔ فرمایا حضرت والا نے اسی مسئلہ میں امام صاحب پر فدا ہو جانا چاہیے اس کے بیان کے لیے دو مقدموں کی ضرورت ہے ایک یہ کہ حدیث میں ادرؤا الحدود بالشبہات[5] ایک مقدمہ یہ ہوا اور دوسرا یہ کہ شبہ کس کو کہتے ہیں مشابہ حقیقت کو اور مشابہت کے لیے کوئی وجہ شبہ ہوتی ہے اور اس کے مراتب مختلف ہیں کبھی مشابہت قوی ہوتی ہے اور کبھی ضعیف امام صاحب نے حدود کے ساقط کرنے کے

---

[1] شور مچایا۔
[2] زور سے آمین کہنا۔
[3] آہستہ آہستہ کہنا۔
[4] شرارت کے طور پر آمین کہنا۔
[5] شبہ پیدا ہونے کی بنا پر حد ساقط ہو جاتی ہے۔

لیے ادنیٰ درجہ کی مشابہت کو بھی معتبر مانا ہے [1] اور صرف نکاح کی صورت پیدا ہو جانے سے کہ باوجود حقیقت نکاح نہ ہونے کے مشابہت تو نکاح کی ہے حد کو ساقط کر دیا انصاف کرنا چاہیے کہ یہ کس درجہ عمل بالحدیث ہے بات یہ ہے کہ ایک صحیح معنیٰ کو برے اور مہیب الفاظ کی صورت پہنا دی گئی ہے اس فتوے کی حقیقت تو غایت درجہ کا اتباع حدیث ہے لیکن اس کو بیان اس طرح کیا جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ امام صاحب نے نکاح بالمحرمات کو چنداں برا نہیں سمجھا اس کے سوا اور بھی چند مسائل اسی طرح بری صورت سے بیان کر کے اعتراض کیے جاتے ہیں مسئلہ مذکور پر اعتراض جب تھا کہ اس پر امام صاحب کوئی زجر و احتساب تجویز نہ کرتے ایسے موقعوں پر جہاں حد کو فقہاء ساقط کرتے ہیں تعزیر کا حکم دیتے ہیں ایسے مواقع تمام ائمہ کے نزدیک بہت سے ہیں کہ شبہ سے حد ساقط ہوگئی آخر حدیث أدروا الحدود بالشبهات [2] کی تعمیل کہیں تو ہوگی اور کوئی موقع تو ہوگا، جہاں اس کو کر کے دکھایا جاوے، کیا غضب ہے جو شخص حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر مقدم رکھے وہ کس قدر عامل بالحدیث ہے فدا ہو جانا ایسے شخص پر۔ تعجب ہے کہ امام مالک صاحب خبر واحد پر بھی قیاس کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کو لوگ عامل بالحدیث کہتے ہیں اور امام صاحب حدیث ضعیف پر بھی قیاس کو مقدم نہیں رکھتے اور ان کو تارک حدیث کہا جاتا ہے۔ [3]

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

---

[1] معمولی مشابہت کا بھی اعتبار کیا ہے۔

[2] شرح صحیح بخاری، لابن بطال: ۳۰۲/۵۔

[3] الحمد للہ آج مورخہ کیم رمضان ۱۴۳۷ھ وعظ کی ترتیب جدید وتصحیح مکمل ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کو اس وعظ پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

## ایک موقع پر حضرت مجدد الملتؒ نے ارشاد فرمایا

"میں نہایت مسرور ہوں کہ حاجی صاحب (امام العرب والعجم شاہ امداد اللہ صاحب قدس سرہ) کے علوم میرے ملفوظات (ومواعظ) کے ذریعہ سے محفوظ اور قلم بند ہوتے جاتے ہیں۔ یہ علوم وہ ہیں جو کتابوں میں نہیں مل سکتے اِن کی قدر کچھ دنوں کے بعد ہوگی ان کی نظیر کتبِ تصوف میں کم ملے گی۔ اور یہ ایسے وقت کام دینے والے ہیں جب کہ بہت سے رہبر بھی کام نہ دے سکیں گے۔ یہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت کا اثر ہے کہ لوگ ان کو شوق سے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں کسی کو کوئی نوع ان میں سے پسند ہے اور کسی کو کوئی نوع۔" (افادات عارفیہ، صفحہ نمبر ۴)

Printed by: IDARA TABAAT : 0333-2136180